مسئلہ ترک موالات

۱۳۳۹ھ

مسئلہ ترکِ موالات

اور

حکیم الامۃ حضرت مولنا اشرف علی صاحب تھانوی مدفیوضہ

کی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون

کا

فتویٰ

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ سے چھپکر شائع ہوا

(سنہ ۱۳۳۹ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

مسئلہ ترک موالات

حضرت مولانا اشرف علی صاحب
کی
خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون کا فتویٰ

سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہیے کہ آج کل اخبارات میں ترک موالات اور عدم تعاون اور قطع تعلق ان تینوں کو واحد بتلایا جاتا ہے حالانکہ ترک موالات اور چیز ہے اور ترک تعلقات اور چیز ہے دونوں کو ایک سمجھنا سخت غلطی ہے۔ اس لیے کہ جن آیات سے ترک موالات ثابت ہوتی ہے ان سے ترک تعلقات پر استدلال کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔ موالات کے معنی دوستی اور محبت کرنے کے ہیں شریعت اسلامیہ کی تعلیم یہ ہے کہ دوستی اور محبت اُن لوگوں سے کرنی چاہیے جو پوری طرح شریعت کے متبع اور خدا اور رسول کے مطیع ہوں اور جو لوگ خدا اور رسول کے پوری طرح متبع اور مطیع نہ ہوں بلکہ فاسق و فاجر یا مبتدع اور مشرک و کافر ہوں اُن سے دوستی اور محبت کرنا جائز نہیں۔ پس ترک موالات کا حکم کفار اور مشرکین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں اُن مسلمانوں سے بھی دوستی اور محبت حرام ہے جو فاسق و فاجر یا مبتدع وغیرہ ہوں۔ دلیل اس کی یہ حدیث ہے۔ المرءُ علےٰ دین خلیلہ فلینظر احدکم یخالل قال النووی اسنادہ صحیح کذا فی المشکوٰۃ۔ ترجمہ۔ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس ہر ایک کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے

حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے۔ قال الغزالی مجالسة الحریص ومخالطته تحرك الحرص و مجالسة الزاهد ومخالطته تزهد فی الدنیا لان الطباع مجبولة على التشبه والاقتداء بل الطبع یسرق من الطبع من حیث لا یدری اهـ ترجمہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ حریص کے پاس اٹھنا بیٹھنا اور اس سے میل جول کرنا حرص کے مادہ کو حرکت دیتا ہے اور زاہد کی صحبت اور میل جول سے دنیا کی بے رغبتی بڑھتی ہے کیونکہ طبعی خاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہم صحبت کی مشابہت اور اتباع کرتا ہے بلکہ ایک طبیعت دوسری طبیعت کا اثر پوشیدہ طور پر اس طرح لے لیتی ہے کہ خبر بھی نہیں ہوتی اھ۔ حاشیہ مشکوٰۃ میں علامہ سیوطی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے واما ما کان من جهة الدین والمذهب فهجران اهل البدع والاهواء واجب الى وقت ظهور التوبة ومن خاف من مكالمة احد وصلته ما یفسد علیه دینه او یدخل مضرة فی دنیاه یجوز له مجانبته والبعد عنه ورب هجر جمیل خیر من مخالطة مؤذیة كذا ذكر السیوطی فی حاشیة الموطا ترجمہ۔ لیکن جو قطع تعلق دین ومذہب کی وجہ سے ہو تو مبتدع اور ہوا پرست لوگوں سے قطع تعلق کرنا واجب ہے جب تک کہ (ان کی طرف سے) توبہ کا ظہور نہ ہو اور جس شخص کو کسی کی بات چیت اور میل ملاپ سے اپنے دین کے فساد یا دنیا کی مضرت کا اندیشہ ہو اس سے جدا اور دور رہنا جائز ہے اور بعض دفعہ خوبی کے ساتھ قطع تعلق کر دینا ایسے میل جول سے بہتر ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ علامہ سیوطی نے حاشیہ موطا میں اسی طرح ذکر کیا ہے اھ۔ دوسری حدیث میں ہے قال النبی صلی الله علیه وسلم لا تصاحب الا مومنا ولا یاكل طعامك الا تقی رواه الترمذی وابو داؤد والدارمی كذا فی المشكوٰة حضور نے فرمایا ہے کہ مومن کامل کے سوا کسی کی صحبت اختیار کرو اور تمہارا کھانا متقی آدمی کے سوا کوئی نہ کھائے شراح حدیث فرماتے ہیں کہ مراد حدیث میں طعام ہے کہ دعوت متقی کے سوا کسی کی نہ کرو وقیل المراد

طعام اللہ عوۃ دون طعام الحاجۃ لقولہ تعالیٰ مسکیناً ویتیماً و اسیراً ومعلوم ان اسرائہم کانوا کفاراً او المراد ان لا یالف بغیر التقی فان الصحبۃ مؤثرۃ فی اصلاح الحال وافسادہ اھ۔ حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۶ ترجمہ۔ بعض علما نے کہا ہے کہ حدیث میں طعام سے مراد دعوت کا کھانا ہے حاجت (اور ضرورت) کا کھانا مراد نہیں کیونکہ حق تعالیٰ (نیک لوگوں کی مدح فرماتے ہوئے) ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ لوگ مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ مسلمانوں کے قیدی کفار ہی ہوتے تھے اور مراد (حضور کی) یہ ہے کہ متقی کے سوا کسی سے محبت و الفت نہ کرے کیونکہ حالت کے سنوارنے اور بگاڑنے میں صحبت کو بہت دخل ہے اھ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو ان دلائل سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ دوستی اور محبت کرنا جس طرح کفار و مشرکین سے ناجائز ہے اسی طرح فاسق فاجر اور مبتدع مسلمانوں سے بھی حرام ہے۔ اور جن آیات میں صرف کفار کی دوستی سے منع کیا گیا ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اگرچہ سبب نزول خاص ہے۔ تفسیر روح المعانی۔ ج ۱ صفحہ ۶۵۵ میں آیت یاایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا الخ کی تفسیر میں لکھا ہے والمعنی لا تتخذوا الکافرین والمنافقین اولیاء وخواص من غیر المومنین او ممن لم تبلغ منزلتہ منزلتکم فی الشرف والدیانۃ والحکم عام وان کان سبب النزول خاصاً فان اتخاذ المخالف ولیا مظنۃ الفتنۃ والفساد ولہذا اورد تفسیر ہذہ الا یۃ عنہ بالخوارج الخ۔ ترجمہ۔ معنی آیت کے یہ ہیں کہ کافروں اور منافقوں کو اپنا دوست اور خاص راز دار نہ بناؤ جو کہ مسلمانوں کے غیر ہیں یا ایسے لوگوں میں سے جن کا رتبہ شرافت اور دینداری میں تمہارے برابر نہیں حکم (قرآنی ان سب کے لیے) عام ہے اگرچہ سبب نزول (آیت کا) خاص ہے کیونکہ ہر مخالف کے دوست بنانے میں

فتنہ اور فساد کا اندیشہ ہے اور اسی لیے (کہ آیت کا حکم عام ہے) اس بطانہ کی تفسیر خوارج کے ساتھ بھی وارد ہوئی ہے اھ۔ ترک موالات کی حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد سمجھنا چاہیے کہ جو موالات ممنوع ہے ہم اُس کو پہلے سے بھی منع کرتے آرہے ہیں کہ کفار کے ساتھ ایسا خلط ملط نہ کرو کہ اپنی صورت اور وضع کو چھوڑ کر اُن کی سی صورت و وضع اختیار کر لو وغیرہ وغیرہ اور جو باتیں پہلے سے جائز تھیں وہ اب تو بھی جائز ہیں انگریزی پڑھنا اور پڑھانا جن شرائط کے ساتھ پہلے جائز تھا اب بھی جائز ہے اور جن شرائط کے بغیر پہلے ممنوع تھا اب بھی ممنوع ہے اسی طرح جو انگریزی ملازمتیں پہلے جائز تھیں اب بھی جائز ہیں اور جو پہلے حرام تھیں وہ اب بھی حرام ہیں صورت موجودہ کی وجہ سے ان احکام میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ (ومن ادعی فعلیہ البیان) مسئلہ موالاۃ میں ان چیزوں کو جو وہ فی نفسہٖ مباح ہوں داخل کر کے حرام کہنا کسی طرح صحیح نہیں۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ترک موالاۃ اور چیز ہے اور ترکِ تعلقات اور چیز ہے اگر یہ دونوں ایک مان لیے جائیں تو لازم آئے گا کہ فاسق فاجر اور مبتدع مسلمانوں سے بھی بیع و شرا اور لین دین وغیرہ ناجائز ہو جائیں کیونکہ یہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ترکِ موالات ان لوگوں کے ساتھ بھی واجب ہے اور ترکِ موالات کے لیے لیڈران قوم کے نزدیک ترکِ تعلقات لازم ہے تو ان مسلمانوں کے ساتھ بھی تعلقات بند کر دینے چاہئیں۔ دوسرا اشکال اس پر یہ لازم آئے گا کہ اگر ترک موالات کے لیے ترک تعلقات شرعاً لازم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ واجب ہونا کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں قیام رکھتے ہوئے کفار سے ہرگز لین دین بیع و شرا نہ کرتے کیونکہ وہ لوگ کافر تھے اور کافر بھی حربی جن کے لیے ترکِ موالات کا حکم دوسروں سے زیادہ ہے مگر تاریخ اور کتب احادیث شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے زمانہ قیامِ مکہ میں نہ خود اہل مکہ سے ترک تعلقات کا برتاؤ کیا نہ صحابہ کو اسکا حکم دیا بلکہ ایک مرتبہ کفار قریش نے خود حضور کے ساتھ اور بنی ہاشم و بنی مطلب کے ساتھ ترک تعلقات کا برتاؤ کیا تو حضور نے اس معاہدہ کے ٹوٹ جانے کے لیے دعا فرمائی اور اُس کو ظلم وقطیعۃ فرمایا فی سیرۃ بن ہشام صفحہ ۲۰۰ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی طالب یا عم ان اللہ قد سلط الارضۃ علی صحیفۃ قریش فلم تدع فیھا اسما ھو للہ الا اثبتتہ فیھا ونفت منھا الظلم والقطیعۃ اھ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا کہ اے چچا حق تعالی نے کفار کے عہد نامہ پر کرم کو مسلط کر دیا ہے اور اُس نے خدا کے نام کے سوا اس میں کچھ نہیں چھوڑا ظلم اور قطع تعلق کے سب مضامین کو مٹا دیا ہے اھ۔ چنانچہ اس بنا پر حضور نے ابو طالب سے فرمایا کہ قریش کو اس معاملہ کی خبر کر دو کہ تمہارا عہد نامہ کیڑے نے کھالیا ہے اگر میں اس بات میں سچا ہوں تو تم کو اس معاہدہ ظلم سے باز آجانا چاہیے اور اگر میری بات سچی نہ ہو تو پھر تم کو اختیار ہے ابو طالب نے یہ بات کفار سے کہی اور صحیفہ کو کرم خوردہ پا کر وہ شرمندہ ہوئے اور ترک تعلقات کا معاہدہ ختم ہوا اب سوال ہے کہ اگر ترک موالات کے لیے ترک تعلقات بھی لازم ہے تو حضور کو کفار کے اس معاہدہ سے خوش ہونا چاہیے تھا کہ اچھا ہوا ان لوگوں سے تعلقات ختم ہو گئے مگر تاریخ شاہد ہے کہ آپ اس سے خوش نہیں ہوئے بلکہ آپ نے ترک تعلقات کی صورت کو قطع کر کے پھر باہمی تعلقات لین دین اور بیع وشرار وغیرہ کے قایم کر دیے اب اگر کوئی یہ دعوے کرے کہ کفار مکہ کے ساتھ ترک تعلقات واجب نہ تھا اور دوسرے کفار کے ساتھ واجب ہے تو اُس کو اس فرق کی وجہ بیان کرنی چاہیے کفار مکہ کعبہ میں نماز پڑھنے سے مسلمانوں کو روکتے تھے اسلام لانے پر مسلمانوں کو ایذائیں سخت سخت دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت بے انتہا کرتے تھے آپ کی شان میں بیہودہ

کلمات استعمال کرتے تھے۔ قرآن کے ساتھ بے ادبی اور تمسخر کرتے تھے ان سب باتوں کے باوجود بھی جب مسلمانوں کو اُن کے ساتھ ترک تعلقات کا حکم نہ ہوا تو جو حکومت مسلمانوں کو اُن کے مذہبی شعائر میں پوری آزادی دیتی ہے اُن کے جان و مال و آبرو کی محافظ ہے۔ قرآن اور رسول کی بے حرمتی کو قانوناً جرم قرار دیتی ہے۔ بیت اللہ و بیت الرسول کی زیارت سے نہیں روکتی۔ اُس کے ساتھ ترک تعلقات کس طرح واجب ہو سکتا ہے۔ باقی شریف مکہ یا اُس کی فوج نے یا اُن کے ساتھ مل کر انگریزی فوج کے مسلمانوں نے جو کچھ مکہ اور مدینہ کی بے حرمتی کی ہے اُس کی بابت غیروں کو الزام دینا فضول ہے یہ سب کچھ خود مسلمانوں کے ہاتھوں کے کیے ہوئے کام ہیں۔

من از بیگانگاں ہر گز نہ نالم
کہ با من انچہ کرد آں آشنا کرد

اور ہنگامہ کانپور میں جو کچھ ہوا اس کے ذمہ دار وہ لیڈر قوم ہیں جنھوں نے گورنمنٹ کو غلط فتوے دیا۔ کفار مکہ کے ساتھ حضور اور صحابہ کے تعلقات اور لین دین وغیرہ کا حال آپ کو معلوم ہو چکا اب سنیئے ہجرت کے بعد آپ نے مدینہ کے یہودیوں سے کیا برتاؤ کیا یہ وہی یہودی ہیں جن کی شان میں ترک موالات کے بشتر آیات نازل ہوئی ہیں لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین اور دوسری آیت۔ یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا اور تیسری آیت ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ۔ یہ سب آیتیں انھیں یہودان مدینہ سے دوستی اور محبت نہ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کما فی روح المعانی وغیرہ اور یہی وہ آیات ہیں جن سے ترک موالات کا مسئلہ مستنبط کیا گیا ہے۔ پس اگر ترک موالات کے لیے ترک تعلقات بھی شرعاً لازم ہی

تو دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ نے اُن یہودیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا کتب احادیث اور تاریخ دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا یہودیوں سے لین دین اور معاملات کیے ہیں۔ کتبِ صحاح میں اس قسم کے متعدد واقعات مذکور ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کسی یہودی کا قرضہ تھا وہ اپنے قرض کا تقاضا کرنے آیا۔ اُس وقت حضور کے پاس کچھ موجود نہ تھا آپ نے عذر فرمایا اُس نے سختی کے ساتھ مطالبہ کیا۔ جس پر صحابہ کو غصہ بھی آیا مگر حضور نے یہ فرما کر اُن کو ٹھنڈا کیا اِنَّ لصاحب الحق مقالاً حتیٰ کہ اُس یہودی نے پانچ وقت تک آپ کو گھر بھی نہ جانے دیا اور بالآخر دوسرے دن وہ اسلام لے آیا۔ کہ مجھکو حضور کا تحمل دیکھنا تھا تقاضا منظور نہ تھا۔ کتبِ صحاح میں موجود ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا ہے اُسوقت آپ کی زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس رہن تھی جس کے پاس سے حضور نے ۳۰ صاع غلہ اپنے گھر والوں کے واسطے قرض لیا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ صحاح میں موجود ہے کہ ایک بار آپ کے گھر میں فاقہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کئی وقت سے کچھ کھایا نہ تھا حضرت علی روزی کی تلاش میں نکلے اور آپ کو ایک یہودی نے پکارا کہ کچھ مزدوری کروگے آپ نے فرمایا کہ ہاں اُس نے کہا کہ میرے باغ میں پانی بھرو اور فی ڈول ایک چھوارا لے لو آپ نے اس معاملہ کو منظور کیا اور اُس کے باغ میں پانی بھرا اور چھوارے لیکر گھر تشریف لائے۔ ان واقعات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ترک موالات کے لیے ترک تعلقات لازم نہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ان آیات کے نازل ہونے کے بعد ہرگز اُن یہودیوں سے معاملات نہ کرتے جن کے موالات سے ان آیات میں صاف صاف منع کیا گیا ہے۔ اب میں یہ بھی دکھلانا چاہتا ہوں کہ حضور نے کفار کے ساتھ غلبہ کی حالت میں کیا برتاؤ کیا

کیونکہ ممکن ہے کہ پہلی تقریر پر کوئی صاحب یہ اشکال کریں کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ مکہ میں کفار سے مغلوب تھے اُن کو خود اس کی ضرورت تھی کہ کفار سے لین دین قایم رکھیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے غلبہ کے بعد بھی کفار مکہ سے (جن کی عداوت اور گستاخی کا حال قرآن کی آیات سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے) معاملات اور تعلقات بیع و شرار اور لین دین کو جائز فرمایا ہے۔ سیرۃ ابن ہشام میں ثمامہ بن اثال حنفی کے اسلام کا قصہ بیان کر کے لکھا ہے ثم خرج معتمرا اذا قدم مکۃ قالوا اصبوت یا ثمام فقال لا ولکنی اتبعت خیر الدین دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ولا واللہ لا تصل الیکم حبۃ من الیمامۃ حتی یاذن فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم خرج الی الیمامۃ فنعہم ان یحملوا الی مکۃ شیئاً فکتبوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تامر بصلۃ الرحم وانک قد قطعت ارحامنا وقد قتلت الاباء بالسیف والابناء بالجوع فکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخلی بینہم وبین الحمل جلد ۲ صفحہ ۲۰۱۔

ترجمہ۔ پھر ثمامہ عمرہ کرنے کے لیے جب مکہ میں پہنچے تو لوگوں نے اُن سے کہا کہ اے ثمامہ کیا تو بد دین ہو گیا اُس نے کہا ہر گز نہیں بلکہ میں نے بہترین ادیان دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کر لیا اور خدا کی قسم تمہارے پاس یمامہ سے (غلہ کا) ایک دانہ بھی نہ پہنچے گا جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں پھر وہ یمامہ کی طرف تشریف لے گئے اور اہل یمامہ کو روک دیا کہ مکہ والوں کی طرف کوئی (تجارتی) چیز نہ لے جائیں اس پر مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھا کہ آپ تو صلہ رحم کا امر فرمایا کرتے ہیں مگر آپ نے ہمارے تعلقات کو قطع کر دیا باپ دادوں کو تلوار سے مار ڈالا اور ہماری اولاد کو بھوکوں مار دیا تو حضور نے ثمامہ بن اثال کی طرف خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ والوں سے غلہ وغیرہ بند نہ کریں الخ۔ اس واقعہ سے

ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ثمامہ بن اثال نے کفار مکہ سے اس بنا پر تجارتی تعلقات
قطع کر دیے تھے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی توہین کرتے تھے۔ سیرۃ ابن ہشام
میں اس سے پہلے یہ بھی لکھا ہی کہ اہل مکہ نے ثمامہ کو عمرہ کرنے سے بھی روکا تھا اور
اس کی گردن مارنے پر آمادہ تھے ان وجوہ سے اُس کا مکہ والوں سے تجارتی
تعلقات قطع کر دینا بجا بھی نہ تھا مگر حضور نے اس سے منع کیا اور غلہ کی بندش قطع کرنیکا
حکم فرمایا بالفاظ دیگر یوں کہیے کہ ثمامہ کو کفارِ قریش کے ساتھ تجارتی تعلقات جاری
رکھنے کا امر فرمایا پس اب یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ کفار کے ساتھ ملازمت اور
بیع و شرا اور لین دین کے تعلقات قایم رکھنا ہر حالت میں درست ہیں مغلوبیت
میں بھی اور غلبہ کی صورت میں بھی اور اہل ذمہ سے بھی اور اہل حرب سے بھی
ملازمت کے جواز کا ثبوت حضرت علی کے واقعہ سے ملے گا کہ آپ نے یہودی
کے باغ میں چھواروں کے عوض پانی بھرا تھا پس ملازمت اور تجارتی تعلقات
موالات میں ہرگز داخل نہیں۔ موالاتِ ممنوعہ یہ ہے جو آج کل لیڈران قوم
ہندوؤں کے ساتھ کر رہے ہیں مولوی عبدالباری صاحب لکچر کانپور ۱۴۔ رجب میں
فرماتے ہیں وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے
ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے الخ۔ ہندوؤں کے خلوص یا خودغرضی کی بحث کو
علیحدہ رکھکر ہم مولوی صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کا دلی دوست بنا
کیا یہ وہ موالات نہیں ہے جس کی قرآن میں ممانعت کی گئی ہے افسوس ہندوؤں
کے ساتھ خلوص اور مودت اور دلی دوستی کرنا اور اُن کو اپنا پیشوا و امام بنانا اور آیات
و احادیث میں گذری ہوئی عمر کو اُن پر نثار کرنا اور اُن کے اتباع کو سنت نبوی قرار
دینا اور اُن کی خاطر گاؤکشی بند کر کے گئو رکھشا کی حمایت کرنا۔ یہ تو موالات نہ ہو اور
ایک قوم سے معاملات اور لین دین کرنا اور اُس کی ملازمت اپنے دنیوی نفع

کے لیے کرنا موالات محرمہ میں داخل ہو کر ممنوع ہو جائے۔ افسوس لیڈران قوم مسائل شرعیہ میں بھی پالیسی کو ہاتھ سے نہیں دیتے پس ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ ترک تعلقات اور عدم تعاون کو ترک موالات سے کوئی بھی علاقہ نہیں عدم تعاون بائیکاٹ یا اسٹرائک کا عربی ترجمہ ہے جس کو ان لوگوں نے یورپ کی مزدور پارٹی سے سیکھا ہے شریعت میں کہیں اس کا پتہ اور ثبوت نہیں ملتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو بھی کفار سے واسطہ پڑا ہے غلبہ کی حالت میں بھی اور مغلوبیت کے ساتھ بھی مگر اس عدم تعاون کی نظیر شریعت میں کہیں نہیں ملتی فقہا تولیت قضا من الکفار کو صاف صاف جائز کر رہے ہیں اور کفار کے ساتھ معاملات کو بھی جائز فرماتے ہیں البتہ فتنہ کے زمانہ میں اہل فتنہ کے ہاتھ بیع سلاح سے فقہا نے منع فرمایا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باقی بیوع اور معاملات جائز ہیں ورنہ فقہا ان سے بھی ضرور تعرض کرتے لہٰذا ترک موالات کے مسئلہ سے ترک تعلقات ملازمت وغیرہ کا وجوب کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اگر جائز ملازمت کے چھوڑنے سے رزق کی تنگی اور پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ملازمت ترک کرنا جائز ہو گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اس وقت شاہ حبشہ عیسائی تھا مگر تاریخ شاہد ہے کہ حضرات صحابہ نے اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو رعایا بادشاہ کے ساتھ کیا کرتی ہے حالانکہ اس سے نہ کوئی معاہدہ ہوا تھا نہ مصالحت مگر صحابہ محض اس وجہ سے کہ اس نے ان کو امن دیا تھا شاہی الفاظ کے ساتھ اس کو خطاب کرتے اور مواسات اور مدارات کا برتاؤ کرتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

۱۔ ترک موالات اور چیز ہے ترک معاملات دوسری شے ہے۔ شریعت میں کفار کے ساتھ ترک معاملات کا ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ ایک آئینی جنگ ہے جو یورپ

سے سیکھی گئی ہے۔ اس لیے خود یہ جنگ ہی تشبہ اور موالات کفار میں داخل ہے۔

۲- موالات جس طرح یہود و نصاریٰ کے ساتھ ممنوع ہے یوں ہی بلکہ اس سے زیادہ مشرکین اور ہنود کے ساتھ ممنوع ہے کیونکہ بنص قرآنی مشرکین کا نصاریٰ سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہونا ثابت ہے۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا الخ بیشک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دشمن مسلمانوں کا تم یہود اور مشرکین کو پاؤ گے اھ اور تجربہ و مشاہدہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آرہ، شاہ آباد و مئو اعظم گڑھ اور راجودھیا اور کرتارپور کے واقعات ابھی تک مسلمانوں کے دل سے فراموش نہیں ہوئے اور ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر جو مذہبی تنگی ہے اس کو اب بھی ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے پس اگر ترک موالات اور ترک تعاون ایک چیز ہے تو ہندوؤں کے ساتھ رابطہ اتحاد عمل قائم کرنا اور انگریزوں سے ترک تعاون کرنا بالکل بے معنی ہے۔ اور اگر ہندوؤں کی نوکریاں کرنا اور ان سے خرید فروخت کرنا ان کے ساتھ مل کر کام کرنا جائز ہے تو انگریزوں سے ترک تعلقات کا حکم بھی بالکل غلط ہے۔

۳- ترک موالات کفار ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بد دین مسلمانوں کے ساتھ بھی اس کا حکم ہے (علیٰ تفاوت مراتب الکفر والفسق) پس اگر ترک موالات کے لیے ترک تعلقات بھی لازم ہے تو ان فاسق اور بد دین نوابوں اور رئیسوں کی ملازمتیں بھی ممنوع ہونی چاہئیں۔ جنہوں نے گاؤکشی کو اپنے قلمرو میں حکماً بند کر دیا ہے حالانکہ وہ ایک اسلامی شعار ہے۔ اور آریہ مشن کو اپنے ملک میں آریہ مذہب کی اشاعت کے لیے اجازت دی حالانکہ رضا بالکفر کفر ہے اور اس قسم کے وہ اور بھی الحاد اور بد دینی کے کام کرتے ہیں۔

۴- عام مسلمان ایک سخت غلطی میں مبتلا ہیں وہ یہ کہ جو حقیقت موالات سے

اُس کو نہیں چھوڑتے اور جو موالات نہیں ہے اُس کو خواہ مخواہ موالات قرار دے کر اُس کے ترک پر زور دیتے ہیں - چنانچہ وہ خطابات واپس کرتے اور ملازمتیں چھوڑتے ہیں حالانکہ یہ امور موالات میں داخل نہیں ہیں مگر وہ الحاد و زندقہ - فسق و فجور - حب دنیا - حب جاہ اور کفار کے وہ اوضاع و اطوار نہیں چھوڑتے جو اُنھوں نے یورپ سے لیے ہیں اور جو کہ حقیقۃً موالات ہیں پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس موالات کو سب سے پہلے چھوڑ دیں اور اپنی صورت - اپنا لباس - اپنی معاشرت - اپنے خیالات اسلامی طریقہ پر بنائیں اور اوضاع و اطوار کفار اور اُن کے خیالات سے پرہیز کریں - کانفرنسوں اور کمیٹیوں کے جلسوں کی ہیئت اور لیڈروں کی گاڑیاں کھینچنا - اُن پر پھول برسانا - اِن کے استقبال کے لیے آرایشیں وغیرہ کرنا - اہل یورپ کی طرح رزولیوشن وغیرہ پاس کرنا - ڈاڑھیاں منڈوانا - مونچھیں بڑھانا - کوٹ پتلون وغیرہ پہننا - یا ہندوانہ صورت بنانا وغیرہ وغیرہ - یہ سب اوضاع و اطوار کفار میں داخل ہیں اور اِن کا ارتکاب یقیناً موالات کفار ہے عوام سے تو چنداں تعجب نہیں مگر افسوس علما پر ہے کہ وہ بھی ان بلاؤں میں مبتلا ہیں اور برابر ان خرافات میں شریک ہوتے اور اُن کو دیکھتے ہیں مگر نہ دوسروں کو متنبہ کرتے ہیں نہ خود متنبہ ہوتے ہیں -

۵- ہمارے نزدیک ان تمام شورشوں اور تحریکوں کا منشا محض تقلید یورپ ہے اُنھیں سے قوم پرستی اور وطن پرستی ماخوذ ہے اور اُنھیں سے ترقی ملک و قوم اور یہی مبنیٰ ہے ان تمام شورشوں کا - اگر اُن کا مبنیٰ دین اور حمایت اسلام ہوتا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ جو احکام سہل اور آسان ہیں اور جن کا بجا لانا ہمارے اختیار میں ہر وقت ہے جن میں ہم کو قانوناً بھی پوری آزادی ہے تمام مسلمان اور

لیڈران قوم پہلے اُن کی تعمیل ضرور کرتے مگر یہاں برعکس معاملہ یہ ہے کہ جن احکام کا بجالانا اُن کے اختیار میں ہے اُن کو چھوڑتے جاتے ہیں اور جو باتیں اُن کے اختیار سے باہر ہیں جن کے لیے وہ ہفتوں اور مہینوں مشورے اور جلسے کرتے ہیں کہ یہ کام کس طرح کرنا چاہیے اور پھر بھی کوئی صورت اُن کی سمجھ میں نہیں آتی اُن کے پیچھے پڑ کر صرف انھیں پر زور دیتے ہیں۔ گائے کی قربانی جو مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے جس پر صدہا مسلمانوں کی جانوں کا خون ہو چکا اور ہزاروں بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں اُس کو محض ہندوؤں کی خاطر چھوڑنے کے لیے آمادہ ہیں۔ حج بیت اللہ سے صدہا مسلمانوں کو روک دیا ہے اور دیگر اعمال و افعال و اخلاق و معاشرت و معاملات میں بھی شریعت سے کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں۔ اور صرف لفظی حمایتِ خلافت کو دین و ایمان سمجھتے ہیں۔ بھلا اس کو ن عاقل حمایتِ اسلام مان لے گا یہ تو سراسر قوم پرستی اور ہوم رول کی تحریک ہے جس کو نہ اسلام سے کچھ تعلق نہ اسلام اور مسلمانوں کو اُس سے کوئی نفع۔ پس یہ شورشیں ہی درحقیقت موالات کفار میں داخل ہیں ان میں سراسر مسلمانوں نے یورپ کا رنگ اڑایا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ نہیں سمجھتے اور خواہ مخواہ اُن کو ترک موالات اور اسلامی اور مذہبی تحریکات سمجھے ہوئے ہیں اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ دیندار علما بھی اس میں غور نہیں کرتے اور وہ دنیا پرست لوگوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی بنے ہوئے ہیں اور عوام کو اُن بھیڑیوں کے پنجوں میں پھنسا کر اُن کے دین کو صدمے پہنچا رہے ہیں۔

۲۔ حکومت سے ترک تعلقات میں دینی و دنیوی دونوں قسم کے نقصانات ہیں۔ کیونکہ مسلمان عموماً نہ تجارت جانتے ہیں نہ صنعت و حرفت میں اُن کو زیادہ دخل ہے اور نہ اُن کے پاس روپیہ ہے نہ جائداد۔ پس جائز ملازمتیں چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ معاش کی طرف سے نہایت پریشان ہوں گے جس کی

حدیث میں ممانعت ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سبّب اللہ لاحدکم رزقًا من وجہٍ فلا یدعہ حتٰی یتغیر لہ او یتنکر لہ۔ رواہ احمد و ابن ماجہ کذا فی مشکوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی ذریعہ سے تم کو رزق پہنچاتے رہیں تو اُس کو نہ چھوڑنا چاہیے جب تک کہ وہ ذریعہ خود ہی نہ بدل جائے ایک حدیث میں ہے کاد الفقر ان یکون کفرا قریب ہے کہ فقر کا انجام کفر ہو جائے۔ چنانچہ اس کا مشاہدہ واقعات سے ہو چکا ہے کہ بعض مسلمانوں نے مفلسی سے پریشان ہو کر دین کو بھی خیرباد کہدیا۔ حکمائے امت اسی اندیشہ کی وجہ سے بعض کمزور دل والوں کو ناجائز ملازمتیں چھوڑنے کی بھی اُس وقت تک اجازت نہیں دیتے جب تک کہ حلال طریقہ سے روزی میسر آنے کی کوئی صورت نہ نکل آئے اور فرما دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو گنہگار سمجھو توبہ و استغفار حق تعالیٰ سے کرتے رہو اور حلال روزی میسر آنے تک اسی بلا میں گرفتار رہو کہ اس سے دین و ایمان تو محفوظ رہے گا۔ پس مسلمانوں کے ملازمت چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو اُن کو ہندوؤں کی غلامی کرنی پڑے گی یا وہ دوسری قسم کے ذلیل افعال مثل دھوکہ و فریب و گداگری چوری ڈکیتی وغیرہ کے مرتکب ہوں گے یا جو کچھ گھر میں سرمایہ ہو گا اُس کو چاٹیں گے اور بقیہ گھر اور جائداد بنیوں کے حوالہ کریں گے اور اُن کی جگہ ہندو برادر براجیں گے اور اُن سے جس سلوک کی اُمید ہے وہ ظاہر ہے اور اُن کے تغلب سے جو کچھ مذہب کو نقصان پہنچے گا وہ بھی کھلی ہوئی بات ہے۔ وہ ابھی سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت برباد کرنے کے درپے ہیں اور اُن سے قربانی کا ذبح بند کرا کے گئو رکھشا کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں قوت آئندہ وہ کیا کچھ نہ کریں گے۔ ہمارا یہ خیال ہے اور بالکل صحیح خیال ہے جس پر دلائل مشاہدہ قائم ہیں کہ حکومت سے قطع تعلق اور ہندوؤں سے اتحاد کرلینے کے بعد مسلمانوں کو علاوہ انواع و اقسام کی ذلت کے فرائض مذہبی کا ادا کرنا

بھی مشکل ہو جائے گا ہندوستان میں انگریزی حکومت کو سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا مگر اس زمانہ میں مسلمانوں کے دین و مذہب پر اُس کا کیا اثر ہوا۔ اس کو سیاحان عالم سے پوچھو وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ اس وقت ہندوستان سے زیادہ کسی جگہ کے مسلمانوں میں دینداری کی روح نہیں اور اگر اُن کا یقین نہ آئے تو خود جاکر ترک اور عرب۔ مصر اور افغانستان کے مسلمانوں کو دیکھ لو کہ آزادی کی زہریلی ہوا نے اُن کے دین کو کس طرح چرلیا مشاہدہ کے بعد تم خود کہو گے کہ ہندوستان سے زیادہ دینداری کسی ملک میں نہیں پھر حیرت ہے کہ لیڈران قوم اور اُن کے ساتھ مل کر بعض علما بھی ہندوستان کے مسلمانوں کو ہجرت کا مشورہ دیتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ جس وسیع ملک میں مسلمانان سلف نے اپنی جانیں قربان کر کے اسلام پھیلایا ہے اور اس وقت اُس کے گوشہ گوشہ سے توحید و رسالت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اُس سے اسلام کا نام و نشان مٹا دو اور اپنی جائداد اور مکانات اور مسجدیں ہندوؤں کے حوالہ کر جاؤ تاکہ پھر ہندوستان میں اُسی شرک و کفر کی بنیاد مستحکم ہو جائے جس کو بڑی کوشش کے ساتھ پہلے مسلمانوں نے متزلزل کر دیا تھا اور اب بھی دینداری میں وہ دنیا بھر کے اندر ضرب المثل ہے ہم صاف کہتے ہیں کہ جس ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض اور شعائر اسلام کے ادا کرنے کی پوری آزادی ہو اور مسلمان اچھی طرح اُس میں اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کر سکتے ہوں اُس ملک کو مسلمانوں کا چھوڑنا اور ہندوؤں کے حوالہ کر جانا جس سے بجائے توحید و رسالت کی آواز کے مشرکانہ صدائیں بلند ہونے کا اندیشہ ہو کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ موجودہ تحریک ہجرت کا انجام یہی ہو گا کہ جب سارے مسلمان یا اُن کا حصہ ہندوستان سے چلا جائے گا تو یقیناً یہاں سے اسلام کا نشان مٹ جائیگا مسجدیں ویران ہو جائیں گی اور اُن میں ہندوؤں کی گائیں بیل پھرا کریں گے اور

یہ بھی ممکن ہے کہ اُن کی جگہ شوالے اور مندر بنائے جائیں۔ پھر جن لوگوں کو مکہ اور مدینہ میں غیر اقوام کا جانا ناگوار ہے کیا وہ اس کو گوارا کریں گے کہ ہندوستان کی مسجدوں میں ہندو جو چاہیں تصرف کریں یقیناً ہر مسجد حرمت میں کعبہ کی مثل ہے اور کعبہ کی طرح ہر مسجد کی حفاظت شعارِ اسلامی ہے ہاں اگر کسی وقت خدانخواستہ مسلمانوں کی جان ومال وآبرو ہندوستان میں محفوظ نہ رہے تو ہجرت کرنا مستحب ہو گا یا اگر کسی وقت مذہبی فرائض اور اسلامی شعائر سے روکا جانے لگے اور تدارک ممکن نہ ہو تو ہجرت کرنا فرض ہو جائے گا ان دونوں صورتوں کے علاوہ ہجرت بالکل بے معنی ہے خصوصاً جبکہ اسلامی ممالک میں دینداری کا حصہ ہندوستان سے بھی کم نظر آتا ہے۔

انگریزی حکومت کا جو اثر مسلمانوں کے دین ومذہب پر ہوا اس کو تو آپ نے دیکھ لیا کہ ہندوستان اس وقت دینداری میں اسلامی ممالک سے بھی سبقت لیے ہوئے ہے اب ذرا اس کو بھی دیکھو کہ ہندو اتحاد کا اثر مسلمانوں کے دین وایمان پر کیا ہوا۔ اسی سال ہزارہا مسلمانوں نے ہندوؤں کی خاطر گائے کی قربانی بند کر دی۔ بہت لوگوں نے مسلمانوں سے گائیں چھین کر ہندوؤں کے حوالے کیں بہت سے مسلمانوں نے مسٹر تلک کے مرنے کے بعد اُن کے جلوس میں بہت شوق سے حصہ لیا۔ اُن کی ارتھی کو کاندھا دیا۔ بہت لوگوں نے جوشِ اتحاد میں اپنے ماتھوں پر قشقے لگائے۔ لیڈران قوم نے ترکِ گاؤکشی کی مسلمانوں میں تحریک کی۔ اس کے اسلامی شعار ہونے سے انکار کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیا اور اس طرح ہندوؤں کے ایک مذہبی مسئلہ اور کفریہ عقیدے گئو رکھشا کی حمایت کی اور سب اسلام سے خارج ہو گئے۔ ہم کو اسلام میں ایسے فتنہ کی کوئی نظیر نہیں ملتی جس نے اس قدر مسلمانوں کو دفعتہً کافر بنا دیا ہو اس ہندو اتحاد نے ہمارے سامنے اُس فتنہ کا منظر پیش کر دیا ہے جس کی حدیث میں ان الفاظ میں پیشین گوئی ہے۔ یصبح الرجل مؤمنًا

وعیسی کافرا" کہ ایک ایسا فتنہ مسلمانوں پر آئے گا جس میں انسان صبح کو مسلمان اور شام کو کافر اور شام کو مسلمان اور صبح کو کافر ہو جائے گا۔ جس اتحاد کی یہ ابتدا ہو اس کی انتہا کو آپ خود سمجھ لیں۔

۷۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس وقت جن امور کی تحریک لیڈران قوم مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں جن میں سب سے اہم ترک موالات کو قرار دیا گیا ہے کیا ان امور کو وہ تنہا انجام دے سکتے ہیں اور بدوں دیگر اقوام کی مدد کے ان میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب ظاہر ہے کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان تحریکات میں بدون ہندوؤں کے اتحاد اور امداد کے کامیاب نہیں ہو سکتے تو پھر وہ سن لیں کہ جس کام کا تحمل مسلمان تنہا نہ کر سکیں اس کا انجام ذلت کے سوا کچھ نہیں۔ قال سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ قالوا یا رسول اللہ و کیف یذل نفسہ قال یتعرض من البلاء لا یطیقہ الخ" رواہ الترمذی (ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو یہ نہ چاہئے کہ اپنے آپ کو ذلیل کر دے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مسلمان اپنے آپ کو ذلیل کیوں کر کیا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی بلا اپنے سر دھرے جس کے تحمل کی اس میں طاقت نہیں الخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاف صاف فرماتے ہیں کہ جس کام کے تحمل کی تم میں تنہا طاقت نہیں اس کو اپنے سر نہ رکھو اس کا انجام ذلت ہوگا۔

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم ۔۔۔ کہ ازیں راہ بمنزل گو عزت نہ رسی

لیڈران قوم یہ سمجھتے ہیں کہ جو برتاؤ ہندوؤں کا آج کل ہمارے ساتھ ہوگا ہمیشہ مسلمان کے ساتھ ایسا ہی رہے گا مگر ان کا خیال بالکل غلط ہے آج جب کہ اتحاد و اتفاق کی گرما گرمی ہے اور ہندوؤں کو ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو دینی و دنیوی شکست دیں اس وقت بھی ان کا برتاؤ مسلمانوں کے ساتھ اچھا نہیں۔ مسٹر گاندھی اپنی ایک تقریر میں صاف صاف

کہتے ہیں کہ " اس قسم کے مظالم کا اگر آپ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو اُس کی یہی تدبیر ہے کہ سوراج مل جائے۔ در اصل اب سوراج کا مطالبہ ہے" انسان چاہے کیسا ہی پالیسی کرنا چاہے مگر دل کی بات زبان سے کبھی نہ کبھی نکل ہی جاتی ہے۔ واقعی اُن کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہ زور شور نہ خلافت کی ہمدردی میں تھا نہ اسلامی سلطنت کی بقا کے لئے بلکہ یہ سب جدوجہد محض اس لئے ہے کہ سوراج مل جائے پھر ذرا مسلمان لیڈر آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ سوراج کی حقیقت کیا ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کہاں تک مفید ہے۔ ہندوؤں کا اصلی مقصد یہ ہے کوئی دوسری قوم نہ رہے اور اسی لئے انہوں نے مسئلہ ہجرت پر بہت کچھ زور دیا تاکہ مسلمان آسانی کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں اور ہندوؤں کی اس تجویز کی تکمیل کردیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ترک موالات میں ہندو بھی بظاہر مسلمانوں کے ہمزبان ہیں۔ مگر کیا لیڈران قوم یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو اپنے اُن ملکی حقوق کو جو بہت محنت سے اُنہوں نے حاصل کئے ہیں مسلمانوں کی طرح آسانی سے چھوڑ دیں گے ؟ ہرگز نہیں۔ لالہ راجپت رائے بار بار یہی کہتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں کو آگے بڑھنا چاہیئے۔ مسٹر گاندھی بھی یہی کہتے ہیں اگر مسلمانوں نے قدم آگے بڑھایا تو ہندو بھی اُن کا ساتھ دیں گے۔ ان سیاست والوں سے کوئی یہ سوال کرے کہ آخر مسلمانوں کو مقدمۃ الجیش بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ نان کوآپریشن (ترک تعلقات) کا سبب واقعات پنجاب اور خلافت دونوں کو بتلایا جاتا ہے جس میں ہندو اور مسلمان دونوں برابر کے حصے دار ہیں پھر مسلمان ہی آگے رکھکر کیوں ہلاکت میں ڈالے جاتے ہیں۔ اس کا تو صاف مطلب یہی ہے کہ مسلمان نوکریاں چھوڑ دیں اور ہندو اُن کی جگہ پُر کریں۔ مسلمان وکالت چھوڑ دیں اور بھیک مانگیں کیونکہ اُن کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہے مسٹر بٹشا صاف

صاف کہتے ہیں کہ خلافت کا کام صرف مسلمانوں کا مذہبی کام ہے اور مذہبی علماء اور پیروں کی کوششیں اس میں بہت زیادہ کامیاب ہو سکتی ہیں انھیں کو یہ تحریک چلانا چاہیے۔ ان باتوں سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہندو ابھی سے "قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر" کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کا ارشاد خداوندی غلط نہیں ہے "لا یألونکم خبالا" اور "ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء" تم اس پر ایمان لاؤ اور حزم و ہوشیاری کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ تم یہ سمجھے ہو کہ ہندو بھی ہماری طرح تعلقات چھوڑ رہے ہیں مگر یہ بالکل غلط ہے کیوں کہ جب تم ان لوگوں کی فہرست مرتب کرو گے جنھوں نے ملازمتیں یا وکالتیں وغیرہ چھوڑ دی ہیں اور ان چھوڑنے والوں میں مسلم اور ہندو آبادی کی نسبت پر نظر کر کے موازنہ کرو گے تو تم کو معلوم ہوگا کہ ہمارا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اور اگر یہ خیال کسی حد تک صحیح بھی ہو تب بھی تم کو دھوکا نہ کھانا چاہیے کیوں کہ ہندو قوم گورنمنٹ کو ناراض کرنے کے بعد بہت آسانی سے منا سکتی ہے اور تم ایسا نہیں کر سکتے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک تھے مگر ہندو بہت جلد سرخرو ہو گئے اور مسلمان اب تک بدنام ہیں۔ پس خدا کے لیے تم اس حماقت سے باز آؤ اور ہلاکت میں نہ پڑو۔ تم یہ سمجھے ہو کہ ہم انگریزوں سے آئینی جنگ کر رہے ہیں مگر درحقیقت ہندو تم سے سیاسی جنگ کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ان کے سوا اور کوئی نہ رہے اور اور اگر تم نہ سمجھے ہو تو تمہاری شکست یقینی ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں اور شکست بھی ایسی جس کے بعد تم سنبھل نہ سکو گے۔ پس تم سمجھو کہ تمہاری حیثیت ہندوستان میں کیا ہے اور تم کس طرح اپنے دین اور دنیا کو بچا سکتے ہو۔ تم امریکہ اور مصر کی نظیریں پیش کرتے ہو مگر مقامی حالات کو بالکل نظر انداز کر رہے ہو۔ ہندوستان میں یہ تحریکیں اس وقت کامیاب ہو سکتی ہیں جب کہ ہندوستانی مسلمان مصریوں کی طرح مذہب کو خیرباد کہہ دیں اور صرف قومیت ہی قومیت رہ جائے سو اول تو مسلمانوں کو سب سے زیادہ مذہب عزیز ہے اور وہ کسی قیمت پر بھی اس کو بیچنا نہیں گوارہ کر سکتے۔ اور اگر مسلمان بیچ بھی دیں تو ہندو تو اپنا مذہب بیچ ہی نہیں سکتے۔ ایسی

حالت میں صرف دو صورتیں ہوں گی (۱) ایک یہ کہ مسلمان ہندو مذہب اختیار نہ کریں اس صورت میں مصر اور امریکا کی تقلید یقیناً ناممکن ہے (۲) دوسرے یہ کہ مسلمان ہندو بنیں مگر اس صورت میں مصر وغیرہ کے لئے ہندو ہونا پسند کریں گے! افسوس کہ لیڈران قوم نے اس وقت اپنے سچے خیرخواہوں کو بدخواہ اور گاندھی جیسے حقیقی دشمنوں کو خیرخواہ سمجھ لیا ہے۔ وہ ہماری تو کیا سُنیں گے۔ اپنے مسلم عاقل یعنی سرسید کی تعلیم کو بھی نہیں مانتے جن تعلقات کی آج یہ لوگ بے قدری کر رہے ہیں۔ یہ وہ تعلقات ہیں جو سرسید نے اپنا سب کچھ بیچ کر قایم کئے تھے۔ اب تم جان سکتے ہو کہ یہ تعلقات تم کو کس قدر گراں قیمت میں پڑے ہیں۔ پس سخت غلطی ہو گی کہ ایسی گراں خریدی ہوئی چیز کو یوں مفت ہندوؤں کے حوالہ کر دو۔ اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہو گی۔ عقلمندی تو یہ تھی کہ تم ان تعلقات کو ہاتھ سے نہ نکل جانے دیتے اور اپنا کھویا ہوا دین و ایمان واپس لینے کی کوشش کرتے۔ مگر تم یہ کر رہے ہو کہ تعلقات اور ملکی حقوق ہندوؤں کے حوالہ کر کے رہا سہا دین بھی ساتھ میں برباد کر رہے ہو "خسر الدنیا والاخرة ذلك هو الخسران المبين" دنیا سے بھی گئے اور دین سے بھی، یہی ہے کھلا نقصان۔ "اللهم نجنا من الفتن ما ظهر منها وما بطن وصلى الله على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين وآخر دعوينا ان الحمد لله رب العلمين"

احقر ظفر احمد عثمانی تھانوی از خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون

مطبع انسٹی ٹیوٹ علیگڈھ سے چھپکر
شائع ہوا